

چہارم یار نبی(ص) لقمان امت حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ

<?xml encoding="UTF-8">

اس کرہ ارض خداوندی کی تاریخ میں ہزاروں نامور اشخاص کے نام و حالات ملتے ہیں جو اپنی اپنی بجا کر خالی ہاتھوں خاک میں مل گئے۔ عالم فانی میں جہاں وحشی، درندہ صفت، خونخوار اور سفاک لوگوں نے اپنے کردار سے لقب اشرف المخلوقات کو شرمندہ کیا وہاں سینکڑوں ایسی ہیستیاں بھی گزریں جنہوں نے کردار انسان کو اس قدر بلند کیا کہ لفظ اشرف المخلوقات خود شرما گیا اسمیں شک نہیں کہ اسلام خدا کاپسندیدہ دین ہے اور تا قیام قیامت انسان کی معاشرتی حیات کے لئے کافی ہے لیکن زمانہ کے تغیر و تبدل نے اس دین بھی رخ نہ اندازی پیدا کر دی۔ رسول اکرم نے دین حقیقی کے دو وارث مقرر کر دیئے، ایک کتاب الہی اور دوسرے اہل بیت رسول (علیہم السلام)۔ ان دونوں سے تمسک رکھنا ہر طرح کی گمراہی سے محفوظ رہنے کا علاج تجویز فرمایا۔ جن لوگوں نے راہ فلاح پہچان لی اور دین اسلام کو دل سے قبول کیا وہ بموجب ہدایت پیغمبر (ص)، قرآن و اہل بیت (ع) سے متمسک رہتے لیکن جو لوگ کسی طمع یا غرض سے کلمہ اسلام پڑھنے پر مجبور ہوئے انہوں نے اہل بیت (ع) کا دامن چھوڑ دیا کیوں کہ وہ اپنی دانست میں حکومت و نبوت ایک گھر میں پھیلتی پھولتی برداشت نہ کرسکے وہ لوگ جو اسلام کو حق سمجھ کر حلقہ بگوش اسلام ہوئے انہوں نے صحبت رسول (ص) اور تعلیم الہامی سے پورا پورا فائدہ اٹھایا اور اپنے آپ کو اسلامی کردار کے سانچے میں ڈھالنے کا حق ادا کر دیا۔ انہوں نے اپنی زندگیوں کو ہمیشہ تابع اسلام رکھا اور ہر طرح کی ملامت و خوف کو نظر انداز کرتے ہوئے پیکر تسلیم و رضا بنے رہے یہی وہ خوش قسمت اور سرخرو طبقہ تھا جو محافظ لقب بنی آدم "اشرف المخلوقات" کا مصداق قرار پایا ان کا چال چلن آج بھی دنیا کو مکمل درس دے رہا ہے اور اہل باطل کے لئے عبرت آموز سبق ہے۔ دیگر اقوام کی طرح اسلام کے ساتھ بھی یہ المیہ عظیم پیش آیا کہ سلاطین نے اپنی اغراض ذاتی اور بقائے سلطنت کے لئے ان اشراف کائنات بزرگوں کے حالات زندگی کو منظر عام پر نہ آنے دیا مؤرخین نے خوف حکومت اور حرص مال و منصب میں ان نامور اور کامران ہستیوں کے کارناموں کو پوشیدہ کیا اور اپنے حاکموں یا ان کے بھی خواہوں کے حالات کو بے بنیاد فضائل اور جھوٹے مناقب کے ساتھ خوب بڑھا چڑھا کر درج کر لیا اور یہ کہانی ہم مقدمات میں پہلے ہی سنا چکے ہیں۔ ہم جب تاریخ بینی کرتے ہیں تو سخت تعجب ہوتا ہے ایسے بزرگان اسلام کے حالات جن کو پڑھ کر اصلاح نفس اور تسکین قلب حاصل ہوتے ہیں۔ اور جو کردار کے اعلیٰ مدارج پر فائز تھے لوگ ان کے ناموں سے بھی آشنا نہیں ہیں اور جن لوگوں کے فضائل کی تشہیر کی جاتی ہے ان کے سوانح حیات ان فضائل کو قبول کرنے سے انکار کرتے ہیں جو ان سے منسوب ہیں یہ مسئلہ نازک تو ضرور ہے مگر بہت اہم ہے لہذا مجھے بار بار اس کے تکرار کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کیونکہ اس نا انصافی پر مبنی تدبیر نے آئندہ نسل کی فکر پر گہرا اثر ڈالا ہے اور اس کا نتیجہ اس قدر مضر سامنے آیا ہے کہ حق و باطل آپس میں اس طرح خلط ملط ہو گئے ہیں کہ شناخت کرنا جوئے شیر لانے کے برابر ہے ملاحظہ کریں کہ اسلام امن و سلامتی کا دین ہے لیکن تاریخ نویسی ہمیں بتائی ہے کہ اسلام تلوار زنی، فتوحات ارضی اور لشکر کشی کا نام ہے۔

الغرض ان مظلوم حضرات کی خطا صرف یہی تھی کہ انہوں نے سنت رسول اور آل رسول (ص) کو اپنا رہنما قرار دیا وہ اپنے اصول پر چٹان کی طرح رہے اپنے کردار کو اس قدر بلند رکھا کہ ان کا ہر غیر ان سے پست نظر آتا تھا اگر آج کی نسل کے سامنے ان با اصول با ضمیر اور با کمال مسلمانوں کے وہ عظیم کارنامے پیش کئے جائیں تو دنیا لادینی رجحان کی طرف کبھی راغب نہ ہو۔ ان لائق پیروی اصحاب رسول (ص) میں حضرت سلمان فارسی رضی

اللہ کو ممتاز مقام حاصل ہے۔ وہ افضل ترین صحابہ میں سے تھے۔ کہ ان کو خود حضور (ص) سے خصوصی نسبت ہوئی اور آپ کو سلمان محمدی کہا جاتا ہے۔

ابتدائی حالات:-

حضرت سلمان فارسی کا نسبی تعلق اصفہان کے آب کے خاندان سے تھا۔ قدیم نام میں اختلاف ہے لیکن ان میں دو نام زیادہ مشہور ہیں۔ "مابہ" اور "روزبہ" اسلامی نام سلمان تجویز ہوا۔ رسول کریم نے "سلمان الخیر" کا لقب عطا فرمایا۔ اس کے علاوہ طیب۔ طاہر لقمان الحکمت کے القابات حضور اکرم نے عنایت فرمائے۔ ابو عبد اللہ کنیت تھی۔ سلسلہ نسب یہ ہے۔ روزبہ (سلمان) بن بود خیشاں بن مو رسلان بن بہود ان بن فیروزبن سہرک۔ آپ کا تعلق ایران کی اس شاہی نسل سے تھا جس کا مورث اعلیٰ منوچہر ہے لیکن حضرت سلمان نے اس بات کو اپنے لئے باعث فخر نہ سمجھا۔ نسبی کرید کو پسند نہ فرماتے تھے۔ ایک مرتبہ کسی نے ان کے نسب سے متعلق سوال کیا تو جواب دیا کہ میں مسلمان فرزند اسلام ہوں۔ میں ایک غلام تھا اللہ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ آزاد کرایا میں بے حیثیت شخص تھا اللہ نے مجھے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذریعہ عزت بخشی۔ میں ایک فقیر تھا خدا نے مجھے اپنے رسول (ص) کے ذریعہ غنی کر دیا اور یہی میرا حسب نسب ہے۔ صاحب طبقات کے بیان کے مطابق ابن عباس کی روایت ہے کہ حضرت سلمان نے خود پتہ دیا کہ وہ اصفہان کے گاؤں "حئ" کے رہنے والے تھے۔ آپ کے والد ایک زمیندار تھے اور اپنے فرزند سے بہت محبت رکھتے تھے اور ان کو جدا نہ کرتے تھے ان کو گھر میں اس طرح قید رکھا تھا جس طرح لڑکی کو قید کیا جاتا ہے۔ آپ کے والدین مجوس پر تھے اور ان کی یہ خواہش تھی کہ سلمان بالغ ہونے سے قبل اپنے دین کی معرفت حاصل کرے لیکن سلمان کی طبیعت فطرتاً مشاہدات قدرت پر غور و فکر کرنے پر مائل تھی اور دین مجوس کے نقائص اکثر ان کے دماغ میں تجسس پیدا کرتے تھے گھر اپنے والد کے احترام میں زبان بند رکھتے تھے ایک دن بوذ خشان اپنے ایک مکان کی بنیاد مرمت کرنے کی غرض سے گھر سے باہر گئے اور سلمان کو اپنی جگہ کھیتوں کے کام پر روانہ کیا۔ راستے میں آپ کو ایک گرجا دکھائی دیا جہاں لوگ عبادت کر رہے تھے اور توحید خداوندی اور رسالت عیسیٰ علیہ السلام علیہ السلام کا ورد کر رہے تھے۔ عیسائیوں کی یہ عبادت ان کو پسند آئی تحقیق کاشوق ہوا عیسائیوں سے مذہبی معلومات کی۔ روایت میں ہے کہ وہ عیسائی صحیح دین پر تھے۔ وہ توحید خداوندی رسالت عیسیٰ علیہ السلام کے اقرار کے ساتھ یہ بھی شہادت دیتے تھے کہ تحقیق محمد اللہ کے حبیب ہیں۔ مسلمان کے خدا، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہی سارے جہاں کا خالق و پروردگار ہے۔ اور عیسیٰ بن مریم علیہما السلام اللہ کے برگزیدہ رسول ہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ رسول مبشر ہے جو رسالت و نبوت کو ختم کرے گا۔ حضرت سلمان پر ان باتوں کا اثر ہوا اور تین دن متواتر معلومات میں اضافہ کیا ادھر ان کے والد ان کو تلاش کرتے تھے۔ سلمان پر جو نظر پڑی تو پکڑ لیا اور پوچھا کہ کہاں تھے؟ آپ نے صاف صاف بتا دیا۔ باپ نے بھانپ لیا کہ لڑکا اپنے آبائی دین سے باغی ہے۔ لہذا تھوڑا تشدد کیا اور انہیں بیڑیاں پہنا کر قید کر لیا۔ مگر تلاش حق کا جذبہ مضبوط ہو گیا۔ بود خشان کا خیال تھا یہ سختی بیٹے کو نئے عقیدے سے دستبردار کر دے گی لیکن انہوں نے آزمایا کہ اذیت کی زیادتی ان کے عقیدے کو مزید سخت کر رہی ہے لہذا آپ پر اور تشدد کیا جانے لگا۔ حتیٰ کہ کوڑے تک لگائے گئے اپنے والد کے اس ظالمانہ رویہ سے عاجز آگئے۔ آدھی رات کو انہوں نے اپنے خدا

واحد کی بارگاہ میں م اپنی حالت زار خضوع و خشوع سے عرض کی اور دعا مانگی کہ "اے خداوند! میرے دل کو شرک و بت پرستی کی کدورت سے پاک رکھ۔ میں تجھے تیرے حبیب کا واسطہ دیتا ہوں کہ مجھے اس حبس سے رہا کر۔ اپنے حبیب تک پہنچادے " خلوص دل سے دعا فرمائی تھی مستجاب ہوئی۔ ایک غیبی ندا آئی کہ روزہ اٹھ اور قید خانہ سے نکل جا۔ آپ نے تعمیل کی اور اسی گرجا میں آئے۔ ایک عمر رسیدہ راہب چرچ سے باہر آیا اور اس نے خود ہی پوچھا کہ کیا تم ہی روزہ ہو؟ آپ نے اثبات میں جواب دیا اور وہ بزرگ ان کو گرجا کے اندر لے گئے۔ اگرچہ سلمان دین مجوس کو شروع ہی سے ناقص سمجھتے تھے مگر ڈانوا ڈول تھے۔ اب عیسائیت کی پناہ میں انہیں کچھ قرار محسوس ہوا۔ آپ دن رات عیسائی علماء کی خدمت کرتے اور زہد و تقویٰ کی تعلیم دل لگا کر حاصل کرتے۔ آپ نے جس بزرگ کو روحانی سرپرست پسند کیا تھا وہ بھی ان کو بہت قریب رکھتے تھے۔ ان کی ذہانت و خدمت کے باعث جب اس کا آخری وقت آیا تو اس نے اپنے شاگرد رشید حضرت سلمان کو بلا کر کہا کہ موت برحق ہے اب میرا انتقال قریب ہے۔ حضرت سلمان نے عاجزانہ عرض کیا کہ مجھے کوئی ایسا لائحہ عمل کی تعلیم فرما جائیں جو مستقبل میں میری رہبری کے لئے مشعل راہ ہو۔ اس بزرگ نے نصیحت کی کہ تم میری ایک لوح لے کر انطاکیہ چلے جاؤ وہاں ایک راہب ہے وہ عموماً شہر سے باہر رہتا ہے اس کو تلاش کرو اسے یہ لوح دے دینا اور اس کی خدمت میں میرا سلام پہنچا کر اس کے حلقہ ارادت میں شامل ہو جانا۔ اور جو وہ تمہیں حکم دیے اس کی تعمیل کرنا۔ اس نصیحت کے بعد راہب کی روح پرواز کر گئی اور سلمان انطاکیہ روانہ ہو گئے۔ جب سلمان انطاکیہ پہنچے تو انہوں نے تلاش کیا کہ شہر کے باہر ایک "دیر" ہے اس کے دروازے پر ایک بوڑھا بیٹھا ہے شکل و لباس سے راہب دکھائی دیتا ہے۔ سلمان نے قریب ہو کر باآواز بلند فرمایا "لا الہ الا اللہ عیسیٰ روح اللہ و محمد حبیب اللہ" یا یہ کہا

"اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان عیسیٰ روح اللہ و ان محمد حبیب اللہ" جب راہب نے سنا تو چونک کر دریافت کیا کہ تم کون ہو۔ سلمان نے نزدیک جک کر لوح اس راہب کے سپرد کردی۔ لوح لینے پر راہب نے ان کو اپنے پاس ٹھہرا لیا۔ یہ بزرگ راہب تارک الدنیا اور عبادت گزار بندہ خدا تھا۔ دن رات عبادت الہی یمں مشغول رہتا تھا لہذا سلمان کو اس سے محبت ہو گئی۔ اور وہ ان کی خدمت کرنے لگے۔ اور ساتھ ساتھ علمی و روحانی پیاس بھی بجھاتے رہے۔ سلمان اس بزرگ سے علمی اور عملی استفادہ حاصل کرنے کا کوئی موقعہ بھی ضائع نہ جانے دیتے تھے یہاں تک کہ اس راہب کا وقت آخر قریب ہوا۔ اور اس نے سلمان کو نصیحت کی اب اس جگہ عیسائی کوئی نہیں رہا ہے تم یہ لوح لیکر سکندریہ کے راہب کے پاچلے جانا اور اس کی خدمت میں مشغول ہو جانا۔ چنانچہ اس راہب کی وفات کے بعد حضرت سلمان سکندریہ آئے اور اس راہب کی خدمت میں کافی عرصہ گزارا۔ مورخین کے بیان کے مطابق اسی طرح راہب در راہب حضرت سلمان جاتے رہے اور لوح منتقل ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ آخری راہب تک پہنچے۔ اور اس کے آخری وقت پر اس سے التجا کی میں بہت دروازوں پر جاچکا ہوں اب تو آپ مجھے کسی ایسے کے ہاں روانہ کریں جس کے بعد کسی اور کی حاجت نہ ہو۔ راہب نے کہا بس اب میری نظر میں کوئی ایسا شخص باقی نہیں ہے جس کے پاس تمہیں روانہ کروں۔ لہذا تمہیں مشورہ دیتا ہوں کہ محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ظہور کا وقت قریب ہے وہ ریگستان میں ظہور کرے گا اور کھجوروں والی زمین کی ہجرت کرے گا یہ وہ ہی آخری رسول ہے جس کی خبر و بشارت بنی اسرائیل کے نبیوں نے دی ہے۔ اور اس کا ذکر کتابوں میں موجود ہے اس کی علامتیں یہ ہیں کہ جو ہدیہ کو قبول کرے گا اور صدقہ کو رد کر دے گا۔ اس کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت ہوگی تم اس کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ لوح اسے پیش کر دینا۔ چنانچہ اس راہب کی وفات کے بعد حضرت سلمان اس نبی مبشر کی تلاش میں ریگستانوں کی خاک چھانتے

رہے۔ یہاں تک کہ فقر وفاقے کی نوبت آگئی کہ تنگ آکر کچھ آدمیوں کے ایک مجمع میں اعلان کیا کہ جو شخص بھی میرے اخراجات کو برداشت کرے گا میں اس کی غلامی قبول کرلوں گا۔ مدینہ میں ایک متمول زمیندار اس بات پر آمادہ ہوگیا مگر اس نے شرط عائد کی میں تمہیں مدینہ لے جاؤں گا اور تم وہاں میرے غلام بنکر میری خدمت کروگے عشق رسول کے سامنے یہ سودا سلمان کوسستا نظر آیا۔ فوراً آمادہ ہوگئے۔ جب دوران سفر لوگوں کو سلمان کے عقیدے اور مقصد سفر کی معلومات ہوئیں تو انہوں نے ان کا تمسخر اڑایا اور تکالیف پہنچا ئیں۔ مگر آتش عشق بجھنے کی بجائے بھڑکتی رہی۔

سلمان مدینہ پہنچ گئے لیکن انہیں اپنے آقا کی خدمت سے اتنی فرصت و فراغت میسر نہ آسکی وہ خود اس رسول کا پتہ چلا تے۔ ایک دن وہ باغ میں کوئی خدمت انجام دے رہے تھے کہ کچھ لوگ باغ کے چشمے کے قریب آکر بیٹھ گئے چونکہ سلمان طبعاً مہمان نواز اور تواضع کش تھے لہذا ایک تھا ل میں کچھ کھجوریں لیکر ان کے پاس پہنچے اور عیسائی طریقہ پر سلام کیا اور دعوت طعام کی خواہش فرمائی۔ انہوں نے سلمان کی دعوت کو قبول کیا اور کھانا شروع کیا مگر ان میں سے ایک صاحب نے ان خرموں کو ہاتھ نہ لگایا۔ سلمان نے وجہ دریافت کی تو جواب پایا کہ "صدقہ مجھ پر اور میرے اہلبیت پر حرام ہے" سلمان نے پوچھا تم کون ہو "جواب دیا میں اللہ کا رسول ہوں" یہ سنکر سلمان واپس ہوئے اور خرمہ کا ایک دوسرا طبق لے کر آئے اور رسول کی خدمت میں ہدیہ کیا۔ آپ نے اس میں تناول فرمایا۔ سلمان کی دلی مراد پوری ہوئی۔ پروانہ وار شمع رسالت کا طواف کرتے رہے۔ اور پشت مبارک پر ثبت مہر نبوت کی زیارت کاشرف پاتے ہی قدموں میں گرگئے اور فرمایا "اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد انک رسول اللہ" میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور آپ اللہ کے رسول ہیں اس کے بعد حضرت سلمان نے راہب کی دی ہوئی لوح رسول خدا کے سپرد کردی۔ حضور (ص) سلمان کے آقا کے پاس تشریف لے گئے۔ اور سلمان کو خرید کر آزاد کردیا۔ اور ارشاد فرمایا کہ تم "سلمان الخیر" ہو۔

حضرت سلمان کے ابتدائی حالات کو کئی طریقوں اور اختلافات سے بیان کیا گیا ہے تاہم ہمارے لئے سرکار خاتم النبیین صادق و امین رسول کی زبان وحی بیان کا یہ ارشاد کافی ہے کہ حضور نے فرمایا۔

"سلمان مجوسی نہیں تھے بلکہ وہ شرک کا اظہار کرتے تھے اور ایمان کو دل میں پوشیدہ کھے ہوئے تھے" حضور کی یہ شہادت سلمان کے ابتدائی حالات ایمان کی بحث کو ختم کردینے کے لئے کافی ہے۔

روایات امامیہ سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ حضرت سلمان فارسی کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے "وصی" ہونے کا روحانی اعزاز حاصل تھا۔ شیخ صدوق رحمۃ اللہ علیہ نقل فرماتے ہیں کہ ایک روز حضرت سلمان نے اپنے گھر کی چھت میں ایک تحریر لٹکی ہوئی دیکھی اپنی والدہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم بھی جب گھر واپس آئے تو اسے ایسے ہی لٹکا پایا ہے۔ تم اس کو مت چھونا ورنہ تمہارے والد تمہیں سزا دیں گے۔ حضرت سلمان اس وقت خاموش ہو رہے مگر رات کو جب تمام گھر والے سو گئے تو آپ نے اٹھ کر اس کامطالعہ فرمالیا لکھاتھا کہ۔

"بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ اللہ کا عہد ہے۔ آدم سے کہ وہ ان کے صلب سے ایک نبی خلق کرے گا جس کا نام محمد (ص) ہوگا وہ اخلاقی بلندیوں کو حاصل کرنے کا حکم دے گا۔ اور اصنام کی پرستش سے منع کرے گا۔ اے روزبہ! تم عیسیٰ ابن مریم کے وصی ہو اس لئے ایمان لاؤ اور مجوسیت سے دور رہو۔ اور اس سے بے زاری کا اعلان کرو۔"

اما م جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ عیسیٰ او محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے درمیان پانچسو

سال کا عرصہ ہے جس میں ڈھائی سو سال ایسے ہیں جن میں نہ تو کوئی نبی تھا اور نہ ظاہری عالم - راوی نے عرض کیا پھر لوگ کس دین پر تھے ؟ فرمایا وہ دین عیسوی پر تھے - پوچھا وہ لوگ کیا تھے ؟ فرمایا وہ مومن تھے پھر ارشاد کیا کہ زمین اس وقت تک قائم نہیں رہ سکتی جب تک اس میں عالم موجود نہ ہو - شیخ صدوق فرماتے ہیں کہ جو لوگ حجت خدا کی تلاش میں جگہ بجگہ منتقل ہوتے رہے ان میں سلمان بھی ہیں - وہ ایک عالم سے دوسرے عالم اور ایک فقیہ سے دوسرے فقیہ تک پہنچے

رہے اور اسرار و اخبار میں تدبیر کرتے رہے اور حضور کے ظہور کے منتظر رہے - پھر لکھا ہے کہ جناب سلمان حضرت عیسیٰ کے وصی کے وصی تھے اسی طرح ابن طاؤس فرماتے ہیں کہ سلمان حضرت عیسیٰ کے آخری چند اوصیاء میں سے تھے - اس کے ثبوت میں ملا حسین نوری طبرسی نے ایک دلیل پیش کی ہے جو قابل غور ہے ، سلمان کی وفات کے بعد سید الاوصیاء امیر المومنین علیہ السلام نے انہیں غسل دیا حالانکہ بظاہر سلمان مدائن میں تھے اور جناب امیر مدینہ میں تھے کرامت کے ذریعہ اتنی دور تشریف لے جانے کی غالباً وجہ یہی تھی کہ وصی کو نبی یا وصی غسل دے سکتا ہے - پھر لوح کا مختلف وسائل کے ذریعے آنحضرت تک پہنچا نا بھی اس بات کا امکانی ثبوت ہے -

بہر حال قبل از اسلام کے حالات سے سلمان کو ایک مسلم دینی حیثیت ضرور حاصل تھی اور اس منزل تک پہنچنے کے لئے ان کو ایک طرف شدائد و مصائب کا مقابلہ کرنا پڑا تو دوسری طرف سنگین دشواریوں سے دوچار ہوئے - یہ تمام آلام اور ناگواریاں انتہائی صبر و تحمل سے برداشت کرنا حضرت سلمان کے جذبہ حب دین و معرفت الہی کے ذوق اور شوق زیارت رسول (ص) کا آئینہ دار ہے - حقیقی دین عیسوی سے وابستہ علماء کی صحبت او رفیض ربّانی نے یوں تو حضرت سلمان کو سونا بنا دیا تھا مگر جب آپ کو کائنات کے سب سے بڑے ہادی رحمۃ العالمین کا سایہ رحمت و شفقت نصیب ہوا تو آپ پارس ہو گئے - سرور کائنات کی صحبت کا رنگ ایسا پکڑا کہ صحابی سے "مناہلبیت" قرار پائے - آپ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہر قول و عمل کو اپنی زندگی کا جزو لا ینفک بنائے رکھا - سلمان کا منشور زندگی صرف سنت رسول کی پیروی - آل رسول (ع) کی محبت و اتباع اور کتاب الہی کی مطابقت تھی - اسی وجہ سے جو فضائل ان کو نصیب ہوئے کسی دوسرے صحابی کو حاصل نہ ہو سکے - حضرت امیر المومنین علی ابن ابی طالب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں سلمان کے بارے میں کیا کہوں وہ ہماری طینت سے خلق ہوئے ہیں جس کی روح ہماری روح سے ہم آہنگ ہے - خداوند تعالیٰ نے سلمان کو علوم اول و آخر اور ظاہر و باطن سے سرفراز کیا ہے -

ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ سلمان مجلس رسول مقبول (ص) میں حاضر تھے کہ اچانک ایک عربی آیا - اس نے حضرت سلمان کا ہاتھ پکڑا اور انہیں اٹھا کر ان کی جگہ پر بیٹھ گیا آنحضرت یہ منظر دیکھ کر اتنے آزرده خاطر ہوئے کہ چہرہ مبارک کا رنگ متغیر ہو گیا اور پیشانی اقدس پر قطرات عرق نمودار ہوئے اور اس حالت میں ارشاد فرمایا کہ "تم اس شخص کو مجھ سے دور کر رہے ہو جسے خدا دوست رکھتا ہے تم اس شخص کو مجھ سے دور کر رہے ہو جسے میں دوست رکھتا ہوں تو اس شخص کو مجھ سے دور کر رہے ہو جس کی منزلت یہ کہ جب بھی جبرئیل مجھ پر نازل ہوتا ہے تو خدا کا سلام اس کے لئے لاتا ہے - یقیناً سلمان مجھ سے ہے - خبردار! تم سلمان کے بارے میں غلط خیال نہ قائم کرو - خدا نے مجھے حکم دیا تھا کہ میں سلمان کو لوگوں کی اموات اور بلاؤں اور ان کے نسب ناموں کا علم دے دوں - اور انہیں ان چیزوں سے آگاہ کردوں جو حق و باطل کو جدا کرنے والی ہیں -"

وہ عرب (ممکن ہے کہ وہ صحابی حضرت عمر ہو) صحابی جس نے حضرت سلمان کو اپنے زعم میں سمجھ کر

اٹھایا تھا۔ ارشاد ات پیغمبر (ص) سنکر گھبراگیا اور عرض کی یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) میں یہ گمان بھی نہ کرسکتا تھا کہ سلمان ان مراتب جلیلہ پر فائز ہے۔

کیا وہ مجوسی نہیں جو بعد میں مسلمان ہوا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تو خدا کی نظر میں سلمان کے درجے کو بیان کر رہا ہوں اور تم خیال کر رہے ہو کہ وہ مجوسی تھا۔ وہ (ہرگز) مجوسی نہ تھا۔ صرف اس کا اظہار کرتا تھا (تقیہ میں تھا) اور ایمان اس کے دل میں پوشیدہ تھا"

علمی مقام:-

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک دن حضرت جابر بن عبد اللہ انصاری رضی اللہ عنہ نے مجھ سے بیان کیا میں نے ایک روز آنحضرت (ص) سے سلمان کے بارے میں سوال کیا حضور نے فرمایا۔ "سلمان دریائے علم میں کوئی اس کی تہاہ تک نہیں پہنچ سکتا اس کو اول و آخر کے علم سے مخصوص کیا گیا ہے خدا اسے دشمن رکھے جو سلمان کو دشمن رکھتا ہے اور خدا اس کو دوست رکھے جو سلمان کو دوست رکھتا ہے"

امام محمد باقر علیہ السلام نے فضیل بن یسار سے پوچھا کہ کیا تم جانتے ہو کہ سلمان اوّل و آخر علم کو جانتے تھے اس سے کیا مطلب ہے؟ فضیل نے جواب دیا یعنی وہ علم بنی اسرائیل اور علم رسالت مآب سے آگاہ ہو گئے تھے۔ امام معصوم نے فرمایا نہیں یہ مطلب نہیں ہے بلکہ یہ ہے کہ وہ علم پیغمبر اور امیر المومنین اور آنحضرت اور امیر المومنین کے عجیب و غریب امور سے آگاہ تھے۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے سلمان نے علم اوّل اور علم آخر معلوم کیا اور وہ دریا علم تھے کہ جن کا علم ختم ہونے والا نہ تھا اور وہ ہم اہل بیت سے ہیں۔ ان کا علم اس درجہ پر پہنچا ہوا تھا کہ ایک روز ان کا گزر ایک شخص کی طرف ہوا جو ایک مجمع میں کھڑا تھا۔ سلمان نے اس شخص سے کہا اے بندہ خدا! پروردگار

عالم سے توبہ کر اس فعل سے جو کل رات تو نے اپنے مکان میں کیا ہے یہ کہہ کر سلمان چلے گئے۔ لوگوں نے اس شخص کو ابھارنا چاہا کہ سلمان نے تم پر ایک بدی کی تہمت باندھی ہے اور تو نے بھی اس کی تردید نہ کی اس نے جواب دیا کہ سلمان نے مجھے اس امر سے آگاہ کیا ہے جس کو میرے اور خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا تھا۔ (علمائے کے نزدیک یہ شخص اول خلیفہ اہلسنت حضرت ابو صدیق تھے)۔

روایت ہے کہ جب سلمان ایک اونٹ کو دیکھتے (جس کو لوگ عسکر کہتے تھے اور حضرت عائشہ جمل کے دن اس پر سوار ہو کر تازیانہ مارتی تھیں) تو اس اونٹ سے اظہار نفرت کرتے تھے لوگوں نے "سلمان" سے کہا کہ اس جانور سے آپ کو کیا پر خاش ہے۔ آپ نے جواب دیا یہ جانور نہیں بلکہ عسکر پسر کنعان جنی ہے۔ جس نے یہ صورت اختیار کی ہے تاکہ لوگوں کو گمراہ کرے۔ پھر اس اونٹ کے مالک اعرابی س کہا کہ تیرا یہ اونٹ یہاں بے قدر ہے۔ اس جو "حواب" کی سرحد پر لے جا۔ اگر وہاں لے جائے گا تو جو قیمت چاہے گا مل جائے گی۔ امام محمد باقر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ لشکر عائشہ نے اس اونٹ کو سات سو درہم میں خرید کیا۔ جبکہ وہ لوگ حضرت علی علیہ السلام سے جنگ کے لئے جارہے تھے۔ یہ واقعہ بھی حضرت سلمان کے علمی کی تائید کرتا ہے کہ جنگ جمل سے برسوں قبل اس کی اطلاع کردی۔

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ سلمان فارسی حکیم لقمان کے مانند ہیں۔

ابن بابویہ نے بسند معتبر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ ایک روز جناب رسول اللہ

علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ تم میں کون ہے جو تمام سال روزہ رکھتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں۔ حضرت (ص) نے پھر فرمایا تم میں کون ہے جو ہمیشہ شب بیدار رہے؟۔ سلمان نے عرض کی میں ہوں۔ پھر حضرت (ص) نے پوچھا تم میں کون ہے جو ہر روز ایک قرآن ختم کرتا ہے۔ سلمان نے کہا میں ہوں۔ یہ سنکر حضرت عمر بن خطاب کو غصہ آیا اور بولے یہ شخص فارس کا رہنے والا یہ چاہتا ہے کہ ہم قریشیوں پر فخر کرے۔ یہ جھوٹ بولتا ہے اکثر دنوں کو روزہ سے نہیں تھا۔ اکثر راتوں کو سویا کرتا ہے۔ اور اکثر دن اس نے تلاوت نہیں کی۔ حضور (ص) نے فرمایا وہ لقمان حکیم کے مانند ومثل ہے۔ تم اس سے پوچھو وہ جواب دیں گے۔ حضرت عمر نے پوچھا تو حضرت سلمان نے جواب دیک کہ تمام سال روزہ کے بارے میں یہ ہے کہ ہر مہینے میں تین روزے رکھتا ہوں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ جو شخص ایک نیکی کرتا ہے تو اس کو دس گنا ثواب دیتا ہوں۔ اس لئے یہ تمام سال کے روزوں کے برابر ہوا۔ باوجود اس کے ماہ شعبان میں بھی روزے رکھتا ہوں۔ اور ماہ مبارک رمضان سے ملا دیتا ہوں۔ اور ہر رات شب بیداری کے یہ معنی ہیں کہ ہر رات با وضو سوتا ہوں۔ اور میں نے حضور سے سنا ہے کہ جو شخص با وضو سوتا ہے ایسا ہے کہ تمام رات عبادت میں بسر کی اور ہر روز ختم قرآن کے بارے میں یہ ہے کہ ہر روز میں تین مرتبہ سورہ اخلاص پڑھ لیتا ہوں اور میں نے رسول خدا (ص) سے سنا ہے آپ (ص) نے امیر المومنین (ع) سے فرمایا کہ اے علی تمہاری مثال میری امت میں "قل هو اللہ احد" کی مثال ہے جس نے سورہ قل هو اللہ ایک مرتبہ پڑھا ایسا ہے کہ اس نے ثلث (ایک تہائی) قرآن کی تلاوت کی جس نے دومر تبہ پڑھا تو اس نے دو تہائی کی تلاوت کی اور جس نے تین مرتبہ پڑھا تو ایسا ہے کہ اس نے قرآن ختم کر لیا ہے اور اے علی (ع) جو شخص تم کو زبان سے دوست رکھتا ہے اس کو ثلث (ایک تہائی) ایمان حاصل ہوتا ہے۔ اور جو شخص زبان اور دل سے تمہیں دوست رکھتا ہے اس کو دو ثلث ایمان مل گیا۔ اور جو شخص زبان و دل سے تم کو دوست رکھتا ہے اور اپنے ہاتھوں سے تمہاری مدد کرتا ہے تو تمام ایمان اس کو حاصل ہو گیا۔ اے علی اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا ہے۔ اگر تم اہل زمین بھی اسی طرح دوست رکھتے جس طرح اہل اسمان دوست رکھتے ہیں تو خدا کسی قسم جہنم میں عذاب نہ کرتا۔ یہ سنکر حضرت عمر خاموش ہو گئے جیسے ان کے منہ میں خاک بھر گئی ہو۔

حضرت یعقوب کلینی نے امام جعفر صادق سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ (ص) نے سلمان اور ابوذر کے درمیان صیغہ اخوت پڑھا تھا اور ابوذر پر یہ شرط عائد کی تھی وہ کبھی سلمان کی مخالفت نہ کریں گے اس لئے کہ سلمان کو ان علوم میں دسترس حاصل ہے جن کا ابوذر کو علم نہیں۔

روایت ہے کہا ایک روز حضرت ابوذر اپنے بھائی حضرت سلمان کے گھر آئے۔ سلمان کا پیالہ شوربہ اور چربی سے بھر ہوا تھا دوران گفتگو یہ پیالہ الٹا ہو گیا مگر اس میں سے کچھ نہ گرا۔ سلمان نے اسے سیدھا کیا اور پھر مصروف گفتگو ہوئے۔ ابوذر کو یہ دیکھکر حیرت ہوئی اچانک پیالہ پھر اوندھا ہوا۔ لیکن پھر شوربا وغیرہ نہ گرا۔ اس سے ابوذر کا تعجب دہشت میں تبدیل ہو گیا۔ وہاں سے اٹھے اور غور کرنے لگے کہ اچانک وہاں امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ جناب امیر (علیہ السلام) نے ابوذر سے پوچھا کہ تم سلمان کے ہاں سے واپس کیوں آ گئے اور گھبرائے ہوئے کیوں ہو؟ ابوذر نے ماجرا بیان کیا حضرت امیر (علیہ السلام) نے ارشاد فرمایا "اے ابوذر! اگر سلمان تم کو وہ امور بتادیں جو وہ جانتے ہیں تو یقیناً تم کہو گے کہ سلمان کے قاتل پر خدا رحمت نہ کرے۔ اے ابوذر بے شک سلمان زمین میں خدا کی درگاہ ہیں جو ان کو پہچانے وہ مومن ہے۔ جو ان سے انکار کرے وہ کافر ہے بے شک سلمان ہم اہل بیت میں سے ہیں۔

شیخ مفید لکھتے ہیں کہ جناب امیر حضرت سلمان کے پاس تشریف لائے اور ان سے فرمایا کہ اے سلمان اپنے مصاحب کے ساتھ مدارات کرو اور ان کے سامنے وہ امور ظاہر نہ کرو جس کے وہ متحمل نہیں ہوسکتے " حضرت امام باقر سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام محدث تھے اور سلمان محدث یعنی ملائکہ دونوں حضرات سے باتیں کرتے تھے۔ امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ سلمان کا محدث ہونا یہ کہ ان کے امام ان سے حدیث بیان کرتے اور اپنے اسرار ان کو تعلیم کرتے تھے نہ یہ کہ براہ راست خدا کی جانب سے ان کو کلام پہنچتا تھا۔ کیوں کہ حجت خدا کے علاوہ کسی دوسرے کو خدا کی جانب سے کوئی بات نہیں پہنچتی۔ علامہ مجلسی اس حدیث کو نقل کرنے کے بعد تحریر کرتے ہیں کہ یہاں جس امر سے نفی کی گئی ہے ممکن ہے وہ خدا کا بے واسطہ ملک کلام کرنا ہو اور فرشتے جناب سلمان سے گفتگو کرتے تھے۔

چنانچہ ایک مقام پر حضرت صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ حضرت سلمان کے محدث ہونے کا مطلب یہ کہ ایک فرشتہ ان کے کان میں باتیں کرتا تھا دوسری جگہ ہے کہ ایک بڑا فرشتہ ان سے باتیں کرتا تھا۔ ایک شخص نے تعجب سے دریافت کیا کہ جب سلمان ایسے تھے تو پھر امیر المومنین علیہ السلام کیسے رہے ہونگے۔ حضرت نے جواب دیا اپنے کام سے سروکار رکھو اور ایسی باتوں سے غرض مت رکھو (یعنی کرید نہ کرو) ایک موقع پر فرمایا کہ ایک فرشتہ ان کے دل میں ایسا اور ویسا نقش کرتا تھا۔ ایک حدیث میں ہے کہ سلمان متمو سمین میں سے تھے کہ لوگوں کے احوال فراست سے معلوم کر لیا کرتے تھے۔ ایک حدیث معتبر میں ہے کہ امام صادق نے ارشاد فرمایا کہ سلمان اسم اعظم جانتے تھے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک دن حضرت علی علیہ السلام کے سامنے تقیہ کا ذکر آیا۔ جناب امیر نے فرمایا اگر ابوذر سلمان کے دل میں جو کچھ جان لیتے تو یقیناً ان کو قتل کر دیتے۔ حالانکہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان دونوں کے درمیان بھائی چارہ قائم فرمایا تھا۔ پھر دیگر تمام لوگوں کے بارے میں کیا گمان کرتے ہو۔

یہ حدیث بھی جناب سلمان کے بلند مرتبہ عملی کی تائید میں ہے کہ جناب ابوذر پر جناب سلمان کی علمی فوقیت ثابت کرتی ہے کہ حضرت ابوذر ان علوم واسرار الہی کے متحمل نہیں ہوسکتے جو کہ سلمان پر منکشف تھے۔

شیخ طوسی نے معتبر سند کے ساتھ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت سلمان کے اصحاب میں سے ایک صاحب بیمار ہوئے چند روز تک اس سے ملاقات نہ ہوئی تو اس کا حال دریافت کیا کہ وہ کہاں ہے۔ لوگوں نے بتایا وہ بیمار ہے۔ سلمان نے فرمایا چلو اس کی عیادت کریں۔ غرض لوگ ان کے ہمراہ چلے اور اس شخص کے گھر پر پہنچے۔ اس وقت وہ عالم جان کنی میں تھا۔ جناب سلمان رحمۃ اللہ علیہ نے ملک الموت سے خطاب کیا کہ خدا کے دوست کے ساتھ نرمی اور مہربانی کرو ملک الموت نے جواب دیا جسے تمام حاضرین نے سنا کہ اے ابو عبداللہ

میں تمام مومنین کے ساتھ نرمی کرتا ہوں اور اگر کسی کے سامنے اس طرح آؤں گا کہ وہ مجھے دیکھے تو بے شک وہ تم ہوگے۔

ایک روز سلمان آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں داخل ہوئے۔ صحابہ نے ان کی تعظیم فرمائی اور ان کو اپنے اوپر مقدم کر کے صدر مجلس میں ان کے حق کو بلند کیا اور ان کی پیروی و تعظیم کی۔ برائے اختصاص جو ان کو حضور (ص) اور آپ (ص) کی آل سے تھا۔ جگہ دی پھر حضرت عمر آئے اور دیکھا کہ وہ صدر مجلس میں بٹھائے گئے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ بولے یہ عجمی کون ہے؟ جو عربوں کے درمیان صدر مجلس میں بیٹھا ہے یہ سنکر حضور (ص) منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا کہ حضرت آدم کے زمانہ سے اس

وقت تک کہ تما آدمی کنگھی کے دندانوں کف مثل برابر ہیں کوئی فضلیت نہیں ہے عربی کو عجمی پر، نہ کسی سرخ و سفید کو کسی سیاہ پر مگر تقویٰ او رپرہیزگاری کے سبب سے ۔

سلمان ایک دریا ہے جو ختم نہیں ہوتا اور ایک خزانہ ہے جو تما م نہیں ہوتا ۔ سلمان ہم اہلبیت سے ہیں سلمان حکمت عطا کرتے ہیں اور حق کی دلیلیں ظاہر کرتے ہیں ۔

استیعاب میں معرفۃ الاصحاب میں ہے کہ حضور نے فرمایا " اگر دین ثریا میں ہوتا تو سلمان یقیناً وہاں تک پہنچ کر اسے حاصل کر لیتا"

جہاد:-

حضرت سلمان فارسی رحمۃ اللہ علیہ کی قبل از اسلام زندگی کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی طبیعت روحانیت ۔ زہد عبادت اور معرفت کی طرف مائل رہی ۔ اور جنگ وجدل یا سپاہ گری سے ان کا کسی طرح سے بھی کوئی تعلق نہ رہا انہوں نے کسی جنگ یا لڑائی میں شرکت نہ کی بلکہ گھر سے نکل کر عبادت خانوں میں گوشہ نشین یا تارک الدنیا بنکر اپنی روح کو مفرح ومنور کرنے کی کوشش میں مصروف رہے لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اسلام کے پرچم تلے آتے ہی وہ ایک ممتاز مجاہد اور کہنہ مشق سپاہی ثابت ہوتے ہیں ۔ آپ کی اسلامی زندگی میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان نے نہ صرف جہادوں میں شرکت ہی کی بلکہ بعض موقعوں پر ان کو سپہ سالار مقرر کیا گیا ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ ان کو خاص علم وتفصل کی بدولت فنون حرب اور علم معرکہ آرائی سے بخوبی واقفیت اور کامل دسترس حاصل تھی بدر واحد کی لڑائیوں میں سلمان شریک نہ ہوئے ۔ مگر سنہ 5 ہجری میں جنگ خندق میں آپ کو بڑی نمایاں حیثیت حاصل ہوئی ۔ حضرت سلمان پہلی مرتبہ جنگ میں رسول اللہ (ص) کے ہمراہ شریک ہوئے ۔ اس جنگ میں پورا عرب مسلمانوں کے مقابلہ میں آیا تھا اور شہر مدینہ کا محاصرہ کرنے کی سرتوڑ کوشش کر رہا تھا ۔ شہر کی نہ ہی کوئی شہرپناہ تھی اور نہ ہی فصیل ۔ لشکر کی تعداد بھی قلیل تھی جبکہ دشمن کی فوج کے غول سرپر منڈلا رہے تھے مسلمانوں کی نبض ڈوبی ہوئی تھیں اور کافر متکبرانہ آواز یں کس رہے تھے حضور کو حضرت سلمان نے مشورہ دیا کہ ایرانی طرز کی ایک خندق کھود لی جائے اسے قبول کر لیا گیا اور بمطابق وحی حضور نے خندق کھودنے کا حکم زیر نگرانی حضرت سلمان صادر فرمایا ۔ اس خندق کا کھودنا کفار کے ارادوں کو دفن کرنے کی تعبیر ثابت ہوا ۔ جب انہوں نے یہ نئی چیز دیکھی تو ششدر رہ گئے ۔ عمرہ بن عبدود جیسے بہادر جس کا نام سنکر حضرت عمر جیسے بہادر کا دل ڈوب جاتا تھا ۔ خندق کے کنارے ڈھاریں

مارتا اور دیگر پہلوان باتیں بنا رہے تھے کہ مسلمانوں نے یہ ایسا حیلہ کیا ہے کہ ہم عرب اس سے قطعی ناواقف ہیں انہوں نے بائیس روز سرتوڑ کوشش کی کہ کسی طرح مدینہ تک پہنچ سکیں لیکن ایک نہ چلی آخر تنگ آکر طعن وتشیع پر اتر آئے حضور کو گستاخانہ طریقوں سے مبارزہ طلبی کی ۔ آخر حضرت علی علیہ السلام نے عمرو بن عبدود کو واصل جہنم کیا اور یہ فوج کثیر دم دبا کر طائف کی طرف بھگ گئی ۔ جنگ فتح ہوئی غزوہ خندق کے بعد کوئی ایسی جنگ نہیں ہوئی جس میں حضرت سلمان رضی اللہ عنہ شریک نہ ہوئے ۔ پیرانہ سالی کے باوجود آپ نس ہر لڑائی میں داد شجاعت دی ۔

جب جنگ احزاب کے موقعہ پر خندق کھودی جارہی تھی تو مسلمان مختلف ٹکڑوں میں بٹ کر کام کر رہے تھے

خود سرور کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دست مبارک سے کھدائی کا کام کر رہے تھے آپ کا جسم مبارک مٹی سے اٹا ہوا تھا اور آپ کی زبان وحی بیان پر رجز جاری تھا سلمان ضعیف العمری کے باوجود تنومند اور قوی الجثہ تھے۔ انصارو مہاجرین دونوں ان کے ساتھ کام کرنے کے خواہشمند تھے مہاجر کہتے تھے کہ سلمان ہم میں سے ہے۔ جب اس بات کا چرچا حضور اکرم (ص) تک پہنچا تو سرکار (ص) نے سلمان کا ہاتھ تھام کر فرمایا "سلمان منا اهل البيت" سلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ اس موقعہ کے بعد متعدد بار یہ جملہ ارشاد فرمایا۔ اہل سنت کے جلیل القدر امام محی الدین ابن عربی نے اس حدیث سے حضرت سلمان کی عصمت و طہارت پر استدلال کیا ہے اور کہتے ہیں کہ چونکہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک بندہ خاص و مخلص تھے اس لئے اللہ نے ان کے اہل بیت کی ایسی تطہیر کی جو تطہیر کا حق تھا۔ اور ان سے رجس اور ہر عیب کو دور رکھا اور رجس عربی زبان میں گندگی کو کہا جاتا ہے پھر آیت تطہیر "انما یرید اللہ لیذهب الخ" کے بعد کہا کہ جس شخص کو بھی اہلبیت کی طرف نسبت دی جائے گی۔ اس کا مظہر ہونا ضروری ہے اس کے بعد تحریر کیا کہ رسول اللہ (ص) کا سلمان کو اہلبیت میں شامل کرنا انکی طہارت۔ خدائی حفاظت اور عصمت کی گواہی دیتا ہے۔

علامہ مجلسی نے بصائر الدرجات سے فضل بن عیسیٰ کی ایک روایت حیات القلوب میں نقل کیا ہے کہ فضل کہتے ہیں ایک مرتبہ میں اور میرے والد حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ میرے والد بزرگوار نے عرض کی کیا ہے صحیح ہے جناب رسالت مآب (ص) نے فرمایا ہر کہ سلمان ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ امام نے فرمایا ہاں۔ میرے والد نے پوچھا کیا وہ عبد المطلب کی اولاد میں سے ہیں؟ حضرت نے جواب دیا وہ اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے والد نے عرض کیا کہ کیا وہ ابوطالب (علیہ السلام) کی اولاد میں ہیں؟ حضرت نے فرمایا کہ وہ ہم اہلبیت میں سے ہیں۔ میرے پدر بزرگوار نے کہا کہ میں سرکار کا مطلب نہیں سمجھ سکا۔ حضرت صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ ایسا نہیں ہے۔ جیسا کہ تم نے سمجھا ہے۔ بے شک خدا نے ہماری طینت علیین سے خلق فرمائی اور ہمارے شیعوں کی طینت اس سے ایک درجہ پست خلق فرمائی لہذا وہ ہم میں سے ہیں اور ہمارے دشمنوں کی طینت سچین سے خلق فرمائی اور ان کے دوستوں کی طینت ان سے ایک درجہ پست خلق کی لہذا وہ لوگ ان سے ہیں اور سلمان حضرت لقمان سے بہتر ہیں۔ اسلامی نقطہ نظر سے جب قتال ناگزیر ہو تو اہل کتاب سے لڑائی کرنے سے قبل دعوت اسلام دی جاتی ہے اگر وہ مسلمان ہونا

پسند نہ کریں تو ان سے جزیہ طلب کیا جاتا ہے اور اگر وہ انکار کر کے آمادہ جنگ ہوجائیں تو تلوار ہاتھ میں لینا پڑتا ہے۔ چنانچہ چنگ خبیر کے موقعہ پر حضور (ص) نے حضرت علی علیہ السلام کو یہی ہدایت کی تھی کہ ہم پہلے انہیں خدا کی توحید اور اور میری رسالت کی دعوت دینا بصورت انکار مطالبہ جزیہ کرنا اور اگر وہ پھر بھی لڑائی پر مصر رہیں تو ان سے جنگ کرنا۔ چنانچہ حضرت سلمان ان جنگی اخلاق سے بخوبی واقف تھے۔ لہذا ہمیشہ اس پر عامل رہے۔ چنانچہ ایک موقعہ پر وہ ایک لشکر کے امیر مقرر کئے گئے اور ان کو فارس کے ایک قلعہ کو فتح کرنے کی مہم پر مامور کیا گیا۔ جب آپ اپنی سپاہ کے ساتھ قلعہ کے نزدیک گئے تو تامل فرمایا۔ لوگوں نے پوچھا کیا آپ اس قلعہ پر حملہ نہیں کریں گے فرمایا نہیں جس طرح رسول خدا پہلے دعوت اسلام دیتے تھے اسی طرح میں بھی ان کو دعوت دوں گا پھر سلمان ان کے پاس تشریف لے گئے اور کہا کہ میں بھی تمہاری طرح فارس کا باشندہ ہوں تم دیکھ سکتے ہو کہ عرب میری اطاعت کر رہے ہیں اگر تم دل سے اسلام لے آؤ گے تو میری طرح تمہیں بھی عزت نصیب ہوگی اور اگر تم ہمارا دین قبول نہ کرو گے تو میری طرح تمہیں بھی

عزت نصیب ہوگی اور اگر تم ہمارا دین قبول نہ کرو گے تو ہم تم پر کوئی زبردستی نہیں کریں گے صرف تم سے جزطلب کریں گے۔ اور اگر پھر بھی تم ہر سر جنگ نظر آؤ گے تو پھر میرے لئے جنگ ضروری ہوگی۔ اہل قلعہ نے جواب دیا کہ نہ ہی ہم تمہارا دین قبول کریں گے اور نہ ہی کوئی جزیہ دینا منظور کریں گے بلکہ تمہارا مقابلہ کریں گے۔ اس پر لشکر سلمان نے حملہ کرنے کا اذن طلب کیا مگر آپ نے جواب دیا نہیں ابھی رک جاؤ۔ ان کو غور کرنے کا موقعہ دو۔ آپ نے تین روز انتظار کیا اور پھر چوتھے دن حملے کا حکم دیا۔ اور قلعہ فتح کیا۔ اس واقعہ سے حضرت سلمان کی عظمت کا راز واضح ہوتی ہے۔ کسی بھی شعبہ حیات میں دیکھا جائے حضرت سلمان کی حیات پاک کا مقصد و منشور صرف یہی نظر آتا ہے کہ سنت رسول کی حفاظت رہے آپ شب و روز رسول و آل رسول (علیہم السلام) کی صحبت علمی و عملی سے مستفید رہنے پر مستعد رہے، علم کے حصول کے ساتھ ساتھ عمل میں کمال حاصل کیا یہی تو وہ متوازن حقیقت تھی جس کے باعث رسول (ص) نے بے انتہا محبت اور نظر کرم میں دریا دلی کا مظاہرہ فرمایا اور آپ کو اپنے اہلبیت میں شامل کر لیا۔ حضرت سلمان کی ایک بڑی فضیلت یہ ہے کہ انہیں حضرت خاتون جنت سلام اللہ علیہا کے دروازے کی درباری کاشف بھی حاصل ہے آپ کو "حاجب علی" ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔

تاریخی واقعات سے اجمالاً اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان نے حیات رسول (ص) کے غزوات میں بھر پور حصہ لیا اور بہادری کے کارنامے انجام دیئے لیکن جنگ خندق کے علاوہ اور کسی جنگ میں ان کے کارناموں کی تفصیل نہیں ملتی۔ اسی طرح بعد وفات رسول کی جنگوں میں ان کو سپہ سالار کی حیثیت سے منتخب کیا گیا۔ مثلاً جنگ قادسیہ، مدائن، جلولاء اور حملات فارس میں ان کی کارکردگیاں ان کو ایک ماہر جنگجو افسر ثابت کرتی ہیں۔

سادگی و قناعت :-

باوجودیکہ وہ اعلیٰ مناصب پر فائز رہے مگر سادہ زندگی میں کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ اپنے اسی سادہ رہن سہن پر قائم رہے۔ امیر لشکر ہونے کے باوجود آپ کی ظاہری وضع قطع ایک معمولی سپاہی سے بھی کمتر نظر آتی تھی۔ ابن عساکر لکھتے ہیں کہ حضرت

سلمان فاتح کی حیثیت سے مدائن کے پل سے گزرے ان کے ساتھ ایک شخص بنی کندہ کا تھا۔ آپ ایک بے زین گدھے پر سوار تھے چونکہ سردار فوج تھے اس لئے لوگوں نے کہا کہ پر چم ہمیں دے دیجئے۔ جواب دیا میں پر چم اٹھا نے کا زیادہ حقدار ہوں۔ اسی طرح آگے بڑگئے جب مدائن سے کوفہ جانے لگے تو لوگوں نے دیکھا کہ بلازین خچر پر سوار ہیں اور جھنڈا ہاتھ میں تھامے ایک فرد بنی کندہ کے ساتھ چلے جارہے ہیں۔ حلیۃ الاولیاء میں حافظ ابو نعیم نے تحریر کیا ہے کہ ایک لڑائی میں حضرت سلمان سردار فوج تھے جب فوج چلی تو لوگوں نے دیکھا کہ ایک گدھے پر سوار ہیں اور جسم پر ایک لباس ہے اور ان کی ٹانگیں تھر تھرا رہی ہیں۔

ایسے سادگی کے واقعات کی موجودگی کے باوجود وہ انتظامی امور کی نگہداشت میں کمال مہارت رکھتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ بد انتظامی کی کوئی کیفیت ان کی قیادت میں نظر سے نہیں گزرتی ہے۔ شہر مدائن ایک زمانے میں کسروی سلطنت کا دار الحکومت تھا اسے سعد بن ابی وقاص نے فتح کیا۔ سلمان بھی ایک فوجی دستے کے قائد کی حیثیت سے اس لشکر میں تھے جب مسلمانوں نے مدائن کو فتح کیا تو سعد نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ شہر میں داخل ہونے کے لئے نہر دجلہ کو عبور کریں اور کہا اگر مسلمان اپنی صفات پر باقی ہیں تو

خدا ضرور عبور کرنے میں مدد کریگا حضرت سلمان کو جوش آگیا۔ اور فرمایا اسلام ابھی تازہ ہے اور دریا بھی مسلمانوں کی اسی طرح اطاعت کرگا جس طرح اہل زمین نے کی ہے لیکن خدا کی قسم لوگ دین اسلام سے اسی طرح گروہ گروہ خارج ہوں گے جس طرح فوج درفوج داخل ہوئے ہیں۔ یہ سمجھ لو کہ آج کے دن ہماری فوج کا کوئی آدمی پانی میں ہلاک نہ ہوگا۔ سلمان کی اطلاع کے مطابق پوری فوج سواریوں پر دجلہ عبور کرگئی اور کوئی بھی غرق نہ ہوا۔

ایک مرتبہ حضرت سلمان نے اپنے بھائی حضرت ابوذر کی ضیافت کی جب وہ آئے تو دو روٹیاں جو ان کے سامنے لاکر رکھ دیں۔ ابوذر نے ان روٹیوں کو ہاتھ میں لے کر بغور دیکھنا شروع کیا۔ سلمان نے پوچھا کیا دیکھ رہے ہو۔ انہوں نے روٹیوں کو ناپسند کرنے کا اظہار کیا۔ سلمان کے چہرے پر ناراضگی کے اثرات نمایاں ہوئے۔ فرمایا تمہیں ایسی بات کہنے کی جرات کیسے ہوئی۔ خدا کی قسم اس روٹی کے تیار ہونے میں اس پانی سے کام لیا گیا جو زیر عرش ملائکہ کی عملداری میں رہتا ہے۔ اس روٹی کے تیار کرنے میں زمین کی لکڑی، لوہا، آگ، جانور۔ اور نمک کا بھی حصہ ہے اور ان چیزوں کا بھی جنہیں میں شمار نہیں کرسکتا۔ اور اے ابوذر! جن باتوں کی طرف میں نے اشارہ کیا ہے ان سے وہ باتیں زیادہ ہیں جن کا میں ذکر نہیں کرسکا ہوں۔ پھر کیسے اس ایک نعمت کا شکر ادا ہو سکتا ہے۔ ابوذر ان باتوں سے متاثر ہوئے اور ندامت محسوس کی اور خدا سے توبہ و معذرت طلب فرمائی۔

اسی طرح ایک دن ابوذر سلمان کے گھر آئے انہوں نے چند روٹی کے سوکھے ٹکڑے سامنے رکھے۔ ابوذر نے کہا کتنی اچھی روٹی ہے اگر نمک ساتھ ہو تو خوب رہے۔ سلمان باہر گئے اور لوٹا رہن کرکے نمک لاکر رکھ دیا۔ ابوذر نمک چھڑک کر تناول فرمانے لگے اور کہا حمد ہے اس اللہ کی جس نے صفت قناعت بخشی۔ سلمان نے فرمایا اگر تم میں قناعت کا جوہر ہوتا تو مجھے لوٹا گروی نہ کرنا پڑتا۔

حضرت سلمان باوجود یکہ گور نر تک کے منصب تک فائز ہوئے مگر انہوں نے کوئی اپنا باقاعدہ گھر نہ بنایا۔ ابن سعد نے انس نے روایت کی ہے کہ سلمان فارسی جہاں جہاں گھومتا تھا اس سے سایہ حاصل کرتے تھے ان کا کوئی گھر نہ تھا۔ ایک شخص نے پوچھا آپ اپنا گھر کیوں نہیں بنا تے جس سے گرمیوں میں سایہ اور سردیوں میں سکون حاصل ہو۔ فرمایا اچھا۔ جب اس شخص نے پشت پھیری تو اسے پکارا اور پوچھا تم اسے کیونکر بناؤ گے۔ اس نے کہا ایسے بناؤنگا کہ اگر آپ کھڑے ہوں تو سرمیں لگے اور لیٹیں تو پاؤں میں لگے۔ سلمان نے کہا ہاں۔

نعمان بن حمید سے مروی ہے کہ میں اپنے مامس کے ہمراہ مدائن گیا۔ وہ بوریہ بن رہے تھے۔ میں نے انہیں کہتے سنا کہ ایک درہم کھجور کے پتے خرید تا ہوں اسے بنتا ہوں اور تین درہم میں فروخت کرتا ہوں۔ ایک درہم اسی میں لگا دیتا ہوں اور ایک درہم عیال پر خرچ کرتا ہوں۔ ایک درہم خیرات کردیتا ہوں اگر عمر بن خطاب پابندی نہ لگاتا تو اس سے باز نہ آتا۔

ابی قلابہ سے مروی ہے کہ ایک شخص سلمان کے پاس آیا اس وقت وہ آٹا گوند رہے تھے۔ عرض کی خادم کہاں ہے۔ فرمایا ہم نے اسے ایک کام پر روانہ کیا ہے اور پھر ہم نے نا پسند آیا کہ اس سے دوکام لیں پھر اس شخص سے کسی کا سلام پہنچایا۔ پوچھا تم کب سے آئے ہو۔ کہا تین دن سے فرمایا دیکھو اگر تم (آج) سلام نہ پہنچاتے تو یہ امانت میں خیانت ہوتی۔

حضرت سلمان کی روزمرہ کی گفتگو میں آیات قرآنی کا کثرت سے

حوالہ ملتا ہے اور عموماً آپ حلقہ احباب میں تفسیر قرآن بیان کرتے تھے۔ اور جب لوگوں کی عدم توجہ کی

شکایت کیا کرتے تھے علماء نے ان کو ممتاز فقیہ تسلیم کیا ہے۔ ابن عساکر نے روایت نقل کی ہے کہ حضور سے ایک مرتبہ پوچھا گیا کہ ہم آپ کے بعد کس سے علم حاصل کریں۔ آنحضرت نے فرمایا "علی (علیہ السلام) اور سلمان (رضی اللہ عنہ) سے"۔ اسی طرح علم حدیث میں ان کو بخاری اور مسلم نے مدون شمار کیا ہے۔

اصبغ بن نباتہ بیان کرتے ہیں کہ میں عہد علوی میں سلمان کے پاس مدائن گیا۔ اکثر وبیشتر ان سے ملاقات رہتی تھی جب وہ مرض الموت میں مبتلا ہوئے تو مجھ سے کہا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے مجھے بتایا تھا کہ جب میری موت کا وقت قریب ہوگا تو مردہ مجھ سے باتیں کرے گا۔ میں نے کہا میں آپ کا حکم ماننے کے لئے تیار ہوں۔ فرمایا ایک تختہ منگوا کر مجھے لوگوں کے کندھوں پر لے چلو جب قبرستان پہنچے تو زمین پر بیٹھ گئے اور بلند آواز سے کہا۔ سلام ہو تم پر اے لوگو جو فنا کے راستے پر جا کر خاک میں پوشیدہ ہوئے ہو سلام ہو تم پر اے لوگو جو اپنے اعمال کے نتیجے تک پہنچ گئے ہو۔ اور صور اسرافیل کا انتظار کر رہے ہو اسی طرح چند مرتبہ سلام کیا۔ فرمایا کہ میں سلمان فارسی آزاد کردہ پیغمبر (ص) ہوں۔ انہوں نے مجھے خبر دی تھی کہ جب میری موت کا وقت قریب آئے گا تو تم میں سے کوئی شخص مجھ سے بات کرے گا۔

اصبغ بیان کرتے ہیں کہ اسی وقت ایک آواز بلند ہوئی السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ تم نے اپنے آپ کو دنیا میں مشغول کر رکھا ہے۔ اے سلمان تمہاری باتیں سن رہا ہوں جو پوچھنا

چاہتے ہو پوچھ لو۔ اس موقع پر سلمان نے بہت سی باتیں دریافت فرمائیں۔ آخر میں سلمان نے پوچھا کہ سب

سے زیادہ مفید عبادت کونسی ہے جواب ملا کہ میں نے تین چیزوں سے زیادہ مفید عبادت نہیں پائی۔ پہلی سرد راتوں میں نماز پڑھنا۔ دوسرے گرم دنوں میں روزے رکھنا۔ تیسرے اس طرح صدقہ دینا کہ دوسرے ہاتھ کو خبر نہ ہو۔ یہ سننے کے بعد سلمان نے سر کو آسمان کی طرف بلند کیا اور فرمایا اے وہ ذات خداوندی جس کے قبضہ ملکیت میں ہر چیز ہے اور ہر شے اسی کی طرف پلٹ جانے والی ہے۔ اس کے بعد چند کلمات ادا کئے۔ اور کلمہ شہادت پڑھا پھر فرمایا کہ مجھے قبلہ رخ لٹا دو۔ انہیں لٹا دیا گیا اور روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

زازان کہتے ہیں کہ جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو میں نے پوچھا کہ آپ کو غسل کون دے گا۔ فرمایا وہ شخص جس نے رسول اللہ (ص) کو غسل دیا تھا۔ میں نے کہا آپ مدائن میں ہیں۔ اور وہ یہاں سے بہت دور ہے۔ انہوں نے جواب دیا کہ جب میں مرجاؤں گا تو تم ایک آواز سنو گے۔ راوی کا بیان ہے کہ جب آپ کا انتقال ہو تو میں نے ایک آواز سنی مڑ کر دیکھا تو امیر المومنین علی ابن طالب علیہ السلام تھے۔ جناب امیر المومنین۔ آپ نے چادر کو ہٹا کر سلمان کے چہرے پر نظر ڈالی۔ میں نے دیکھا کہ سلمان کے ہونٹوں پر تبسم تھا۔ علی علیہ السلام کی آنکھیں پر نم تھیں۔ جناب امیر علیہ السلام دعا فرما رہے تھے کہ اے سلمان تم پر رحمت ہو۔ اے سلمان! جب رسول اللہ (ص)

سے ملنا تو سب کچھ بتا دینا، جو امت نے میرے ساتھ برتاؤ کیا ہے تجہیز و تکفین سے فارغ ہو کر نماز جنازہ پڑھی دو آدمی اور ان کے ساتھ تھے جو نماز پڑھ رہے تھے۔ پوچھا یہ حضرات کون ہیں فرمایا ایک حضرت خضر اور دوسرے جعفر طیار (رض) اور کے ساتھ ملائکہ کی صفین تھیں۔

حضرت سلمان کی عمر کے بارے میں اختلاف ہے ڈھائی سو سال ساڑھے تین سو سال۔ چار سو سال اور بعض کے نزدیک انہوں نے حضرت عیسیٰ کا زمانہ بھی دیکھا تھا۔ بہر حال اللہ ہی بہتر جاننے والا ہے۔ آپ کی اولاد تین لڑکے اور تین لڑکیاں بیان ہوئی ہیں۔ عبداللہ اور محمد دونوں فرزندوں سے نسل سلمان پھلی پھولی ہے۔ آپ نے قبل از اسلام کوئی شادی نہ کی۔ بعد میں دو شادیاں کیں ایک عربی اور ایک عجمی۔ عربی زوجہ کا انتقال ہو گیا اور عجمی بیوی ان کے بعد تک زندہ رہیں۔

شیخ طوسی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت صادق کی خدمت میں عرض کی کہ ہم آپ سے سلمان فارسی کا بہت ذکر سنا کرتے ہیں امام نے فرمایا سلمان فارسی مت کہو بلکہ سلمان محمدی کہو۔ کیا تو جانتا ہے کہ کس سبب سے ہم ان کو بہت یاد کرتے ہیں؟ راوی نے کہا نہیں۔ حضرت نے فرمایا تین خصلتوں کے سبب اول یہ کہ انہوں نے اپنی خواہش پر جناب امیر کی خواہش کو ترجیح دی اور اختیار کیا۔ دوسرے یہ کہ فقیروں کو دوست رکھتے تھے اور ان کو مال دراروں اور صاحبان عزت و شرف پر ترجیح دیتے تھے۔ تیسرے یہ کہ علم اور علماء کو دوست رکھتے تھے بے شک سلمان خدا کے شائستہ بندہ تھے اور ہر باطل سے کترا کر حق کی طرف مائل ہوتے تھے اور مسلمان حقیقی تھے اور کسی طرح کا شرک اختیار نہ کیا تھا۔

حضرت سلمان اور یہودی جماعت کا امتحان :-

علامہ مجلسی (رح) نے حیات القلوب میں تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام سے ذکر کیا ہے کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ کا گزر ایک دن یہودیوں کی ایک جماعت کی طرف ہوا۔ ان لوگوں نے آپ سے خواہش کی کہ ان کے پاس تشریف رکھیں۔ اور جو کچھ پیغمبر اسلام (ص) سے سنا ہے ان سے بیان کریں۔ جناب سلمان ان کے پاس بیٹھ گئے اور ان کے اسلام لانے کے انتہائی لالچ میں کہا کہ میں نے رسول (ص) سے سنا ہے کہ اللہ فرماتا ہے کہ اے میرے بندو! کیا ایسا نہیں ہے کہ ایک گروہ کو تم سے بڑی حاجتیں ہوتی ہیں اور تم ان کی حاجتیں پوری نہیں کرتے ہو مگر اس وقت جبکہ وہ اس سے سفارش کراتے ہیں جو خلق میں تم کو زیادہ محبوب ہوتا ہے۔ جب وہ ان کو ان کی شان و منزلت کے سبب تمہارے نزدیک اپنا شفیع قرار دیتے ہیں۔ تو تم ان کی حاجتیں برلاتے ہو۔ اسی طرح سمجھ لو کہ میرے نزدیک میری مخلوق میں سب سے زیادہ ذی قدر و ذی مرتبہ اور ان میں سب سے افضل و برتر محمد (ص) اور ان کے بھائی علی (ع) اور ائمہ (ع) جو ان کے بعد ہونے والے ہیں جو خلق کے وسیلہ اور ذریعہ میری بارگاہ میں ہیں لہذا جس شخص کو کوئی حاجت درپیش ہو جو مخلوق میں سب سے زیادہ نیک پاک اور گناہوں سے معصوم ہیں۔ شفیع و وسیلہ قرار دے تاکہ میں اس کی حاجتیں برلاؤں۔ اس شخص سے بہتر طریقہ سے

جس کو کوئی اس کے محبوب ترین شخص کے شفیع قرار دینے سے ہر لا تا ہے یہ سنکر ان یہودیوں نے بطور مذاق کہا کہ پھر کیوں خدا سے ان کو وسیلہ قراردیتے کر سوال نہیں کرتے اور ان کے حق سے توسل اختیار کرکے دعا نہیں کرتے تاکہ خدا ان کے طفیل میں آپ کو اہل مدینہ میں سب سے زیادہ بے نیاز کردے۔ سلمان نے فرمایا کہ میں نے ان کو وسلہ اور ذریعہ اور شفیع قرار دیکر خدا سے اس چیز کا سوال کیا جو دنیا کے تمام ملک سے زیادہ عظیم اور نافع تر ہے۔ کہ خدا مجھے ان کی عظمت و بزرگی اور مدح و ثنا بیان کرنے کے لئے زبان عطا فرمائے۔ اور ایسا دل کرامت فرمائے جو اس کی نعمتوں پر شکر کرنے والا ہو اور عظیم مصیبتوں پر صبر کرنے والا ہو۔ تو خدا نے میری دعا قبول فرمائی اور جو کچھ میں نے طلب کیا تھا مجھے عطا فرمایا اور وہ تمام دنیا کی بادشاہی اور جو کچھ دنیا میں نعمتیں ہیں ان سے لاکھوں درجہ بہتر و برتر ہے۔ تو یہودیوں نے آپ کا مذاق اڑایا۔ اور کہا اے سلمان تم نے مرتبہ عظیم و بلند کا دعویٰ کیا ہے۔ اب ہم مجبور ہیں کہ تمہارا امتحان کریں کہ تم اپنے دعوے میں سچے ہو یا نہیں۔ لہذا پہلا امتحان تو یہ ہے کہ ہم اپنے تازیانوں سے تم کو مارتے ہیں تم اپنے خدا سے دعا کرو کہ ہمارے ہاتھ تم سے روک دے۔ سلمان نے دعا کی پر وردگار! مجھ کو ہر بلا پر صبر کرنے والا قرار دے

وہ بار بار یہ دعا کرتے تھے۔ اور وہ ملعون یہودی آپ کو تازیانے لگاتے تھے یہاں تک کہ تھک گئے۔ اور رنجیدہ ہوئے اور سلمان اس دعا کے علاوہ اور کچھ نہ کہتے تھے۔ جب وہ تھک کر رکے تو کہنے لگے ہم کو گمان نہ تھا کہ کسی کے بدن میں روح باقی رہتی اس شدید عذاب کے سبب جو ہم نے تم پر وارد کیا ہے۔ تم نے خدا سے یہ دعا کیوں نہیں کی کہ ہم کو تمہاری ایذا رسانی سے روک دیتا۔ سلمان نے فرمایا کہ یہ دعا صبر کے خلاف تھی۔ بلکہ میں نے قبول و منظور کیا اور اس مہلت پر راضی ہوا جو خدا نے تم کو دے رکھی ہے۔ اور میں نے دعا کی خدا سے کہ مجھے اس بلا پر صبر عطا فرمائیے۔ چنانچہ ان یہودیوں نے تھوڑی دیر کے لئے آرام کیا۔ پھر اٹھے اور کہا اس مرتبہ تم کو اتنا ماریں گے کہ تمہاری جان نکل جائے۔ یامحمد (ص) کی رسالت سے انکار کرو۔ جب سلمان نے فرمایا ہرگز ایسا نہ کروں گا۔ بے شک خدا نے اپنے رسول پر نازل فرمایا کہ "وہ لوگ غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ اور یقیناً تمہاری اذیت رسانی پر میرا صبر کرنا اس لئے ہے کہ میں اس جماعت میں داخل ہوجاؤں جن کی خلاق عالم نے اس آیہ میں مدح کی ہے اور یہ صبر میرے لئے سہل اور آسان ہے۔ پھر ظالموں نے سلمان کو مارنا شروع کیا، اور مارتے مارتے تھک گئے تو چھوڑ کر بیٹھے اور بولے کہ اے سلمان! اگر پیش خدا تمہاری کوئی قدر ہوتی اس ایمان کے سبب سے جو محمد (ص) پر لائے ہو تو یقیناً وہ تمہاری دعا مستجاب کرتا اور ہم کو تم سے باز رکھتا۔ سلمان نے فرمایا تم لوگ کیسے جاہل ہو۔ خدا میری دعا کیسے قبول کرتا۔ کیا میرے لئے اس کے خلاف کرتا جو کچھ میں نے اس سے طلب کیا ہے۔ میں نے اس سے صبر طلب کیا ہے۔ اس نے میری دعا قبول فرمائی۔ اور مجھے صبر کرامت فرمایا اگر اس سے طلب کرتا کہ تم کو مجھ سے باز رکھے اور تم کو باز نہ رکھتا تو میری دعا کے خلاف ہوتا۔ جیسا کہ تم گمان کرتے ہو۔ پھر تیسری بار وہ ملاعین اٹھے اور تازیانہ کھینچ کر جناب سلمان کو مارنے لگے۔ آپ اس سے زیادہ نہیں کہتے تھے کہ خداوند مجھے ان بلاؤں پر صبر عطا فرما جو مجھ پر تیرے برگزیدہ اور محبوب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں نازل ہو رہی ہیں۔ تو ان کافروں نے کہا اے سلمان! تم پر وائے ہو۔ کیا محمد (ص) نے تمہیں تقیہ کے لئے اجازت نہیں دی ہے کہ اپنے دشمنوں سے کفر کی باتیں کہہ دو۔ ہم تم کو مجبور کر رہے ہیں۔ سلمان نے کہا خدا نے مجھے اس امر میں تقیہ کی اجازت دی ہے لیکن واجب نہیں قرار دیا ہے۔ بلکہ جائز کیا ہے کہ میں وہ بات کہہ دوں جس پر تم مجھے مجبور کرتے ہو۔ اور تمہاری ایذا رسانی اور تکلیف دینے پر صبر کروں تو یہ اس سے بہتر ہے۔ میں اس کے سوا کچھ پسند نہیں کرتا غرض پھر اشقیاء اٹھے اور ان کو بے شمار تازیانے مارے کہ حضرت کے جسم مبارک سے خون جاری ہو گیا۔ اور مذاق کے طور پر کہتے تھے کہ خدا سے کہتے ہو کہ ہم تمہاری آزار رسانی سے باز رکھے اور وہ بھی نہیں کہتے جو ہم تم سے چاہتے ہیں لہذا ہم پر نفرین کرو کہ خدا ہم کو ہلاک کرے۔ اگر تم اپنے اس دعویٰ میں سچے ہو کہ خداوند عالم تمہاری دعا کو رد نہیں کرتا اگر محمد و آل محمد (علیہم السلام) کے توسل سے کرو۔ جناب سلمان نے فرمایا میں کراہت رکھتا ہوں اس سے کہ خدا سے تمہاری ہلاکت کی دعا کروں تو اس کے خلاف ہوگا۔ یہ سنکر ان کافروں نے کہا کہ اگر اس سے ڈرتے ہو تو اس طرح دعا کرو کہ خدا وندا ہلاک کر اس کو جس کے بارے میں تو جانتا ہے کہ وہ بغاوت اور سرکشی پا باقی رہے گا۔ اگر اس طرح دعا کرو گے تو اس بات کا خوف نہ رہے گا جس کا تم کو خیال ہے۔ اسی اثنا میں اس مکان کی دیوار شق ہوئی جس میں کہ وہ لوگ تھے اور جناب سلمان نے حضرت رسالت مآب (ص) کو دیکھا آپ فرما رہے تھے اے سلمان ان ظالموں کی ہلاکت کی دعا کرو۔ کیونکہ ان میں کوئی

ایسا نہیں ہے جو ایمان لائے اور نیکی و ہدایت حاصل کرے جیسا طرح حضرت نوح نے اپنی قوم کے لئے بد دعا کی تھی جبکہ سمجھ لیا تھا کہ ان کی قوم ایمان نہ لائے گی۔ سوائے ان کے جو ایمان لچکے ہیں۔ یہ امر پاکر سلمان

نے فرمایا ۔ اے یہود یو! تم کس طرح ہلاک ہونا چاہتے ہو۔ بتاؤ تو اسی امر کے لئے خدا سے دعا کروں ۔ وہ بد نصیب ہو لے کہ یہ دعا کرو کہ خداوند ان میں سے ہر شخص کے تازیانے کو ایک سانپ کی شکل میں بدل دے جو اپنا سراٹھا ئے اور اپنے مالک کی ہڈیاں چبا ڈالے ۔ جناب سلمان نے اسی طرح دعا کی تو ہر ایک کا تازیانہ سانپ بن گیا جن میں سے ہر ایک کے دو دو سرتھے ایک سر اپنے مالک کا سر اور دوسرے سے اس کا داہنا ہاتھ پکڑا جسمیں وہ تازیانہ لئے ہوئے تھا ۔ اور تمام ہڈیاں چور چور کر ڈالیں اور چبا کر کھالیا اسی وقت جناب رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اپنی مجلس میں جہاں کہ تشریف فرما تھے فرمایا کہ اے مسلمانو! خداوند عالم نے تمہارے ساتھی سلمان کی اس وقت بیس منافقوں اور یہودیوں کے مقابلے میں مدد کی اور ان کے تازیانوں کو سانپ بنادیا ۔ جنہوں نے ان کو چورچور کر کے کھالیا لہذا چلو ان سانپوں کو دیکھیں جن کو خدا نے سلمان کی مدد کے لئے تعینات فرمایا ہے ۔ غرض جناب رسول خدا (ص) اور آپ کے اصحاب اٹھے اور اس مکان کی طرف چلے ۔ اس وقت اس میں پاس پڑوس والے منافقین و یہودی ان کافروں کے چیخنے چلانے کی آوازیں سنکر جمع ہو گئے تھے جبکہ ان کو سانپ کا ٹ رہے تھے ۔ جب ان لوگوں نے یہ حال دیکھا تو خوف زدہ ہوکر دور ہٹ گئے تھے ۔ جب آنحضرت وہاں تشریف لائے تو وہ سب

سانپ اس گھر سے نکل کر مدینہ کی گلی میں آگئے جو بہت تنگ تھی خداوند عالم نے اس کو گنا کشادہ کردیا ۔ حضرت کو دیکھ کر ان سانپوں نے ندا کی " السلام علیک یا سید الاولین و الآخین " پھر جناب امیر علیہ السلام پر سلام کیا اور کہا " السلام علیک یا علی یا سید الوصیین " پھر آپ کی ذریت طاہرہ پر سلام کیا اور کہا " السلام علی ذریتک الطیبین الطاہرین جعلو علی الخلائق قوامین " یعنی سلام ہو آپ کی اولاد پر جو پاک و معصوم ہیں جن کو خدانے امو خلق کے ساتھ قیام کرنے والا قرار دیا ہے ۔ یارسول اللہ (ص) ہم ان منافقوں کے تازیانے ہیں ۔ خدا نے ہم کو اس مومن سلمان کی دعا سے سانپ بنا دیا ہے ۔ جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تمام تعریفیں خدا کے لئے سزاوار ہیں کہ جس نے میری امت میں اس کو قرار دیا جو صبر کرنے والا اور بد دعا نہ کرنے والا اور نہ نفرین کرنے والا مثل حضرت نوح کے ہے پھر ان سانپوں نے آواز دی کہ یارسول اللہ (ص) ان کافروں پر ہمارا غضب و غصہ شدید ہوچکا ہے ۔ آپ کا اور آپ کے وصی کا حکم خدا کے ملکوں میں جاری ہے ۔ ہماری گزارش ہے کہ آپ خداوند عالم سے دعا فرماویں کہ ہم کو جہنم کے ان سانپوں میں سے قرار دے دے جن کو ان ملاعین پر مسلط فرمائے گا ۔ تاکہ ہم ان پر جہنم میں بھی عذاب کرنے والے ہوں جس طرح ان کو دنیا میں ہم نے نیست و نابود کردیا جناب رسول خدا (ص) نے فرمایا کہ جو کچھ تمہاری تمنا تھی خدا نے منظور فرمائی ۔ لہذا جہنم کے سب سے نیچے طبقوں میں چلے جاؤ اور ان کافروں کی ہڈیاں جو تمہارے پیٹ میں ہیں اگل دو ۔ تاکہ ان کی

ذلت و خواری کا ذکر زمانہ میں زیادہ ہو اس سبب سے لوگ ان کو دفن کردیں تاکہ مومنین جو ان کی قبروں کی طرف سے گزریں تو عبرت حاصل کریں اور کہیں کہ یہ ملعونوں کی اولاد ہیں جو محمد (ص) کے دوست اور مومنین میں برگزیدہ سلمان محمدی کی بدعا سے غضب الہی میں گرفتار ہوئے یہ سنکر ان سانپوں نے جو کچھ ان کے پیٹ میں ان کی ہڈیاں تھیں اگل دین اور ان کافروں کے اعزاء و اقربا نے آکر ان کو دفن کیا اور بہت سے کافروں نے یہ معجزہ دیکھ کر اسلام قبول کیا اور بہت سے کافروں اور منافقوں پر شقاوت غالب ہوئی اور کہنے لگے کہ یہ کھلا ہوا جادو ہے ۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سلمان سے فرمایا کہ اے ابو عبد اللہ تم میرے مومن بھائیوں میں خاص ہو اور مقرب فرشتوں کے دلوں کے محبوب ہو بے شک تم آسمانوں ، خدا کے حجابوں ، عرش و کرسی ۔ اور جو کچھ عرش کے درمیان تحت السری تک ہے ان کے نزدیک فضیلت و کرامت

میں مشہور و معروف ہو ۔ تم ایک آفتاب ہو جو طالع ہوئے ہو ۔ اور ایک دن ہوجس پر گرد و غبار اور ہوا کی تیرگی نہیں اور اس آیہ کریمہ میں تمہاری مدح کی گئی ہے ۔ "الذین یؤمنون بالغیب" پس فرمان رسول کے بعد راقم عاجز و قاصر ہے کہ کچھ لکھ سکے ۔

حامل سر خفی ، عارف قرآن کریم
اس پہ روشن ہے رموز صفحہ ابراہیم
تابش نور خدا ، روشنی ء شمع قدیم
نائب عیسیٰ مریم ، شرف شان کلیم
عزم و کردار سے آفاق میں سلمان بنا
تھا جو نباض جہاں وقت کا لقمان بنا
(احسان امر و بوی)

اس میں کچھ شک نہیں کہ سخت گناہگار ہوں میں مگر اتنا ضرور ایمان رکھتا ہوں کہ میرا اللہ غفار ہے ۔ اس لئے کفران نعمت کی جسارت کر کے میں اپنی گناہوں کی گھڑی کو مزید وزنی بنا نا چاہتا ہوں لہذا بارگاہ قدوس میں سر بسجود نہایت عجز و انکساری کے ساتھ ہدیہ تشکر بجالاتا ہوں کہ وہ ذات والی صفات عاصی و خطاکار کا بھی شکرانہ قبول کرنے والی ہے ۔ میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ یہ اسی کی توفیق و نظر کرم کا نتیجہ ہے ۔ اس نے مجھ جیسے جاہل کو یہ ہمت عطا فرمائی کہ میں ۔ اس کے دوستوں اور اس کے رسول کے چار یاروں کی خدمات میں اپنی عقیدت مندانہ معروضات پیش کرنے کا شرف حاصل کرسکا ۔ بے شک حق یہ ہے کہ ان حضرات بابرکات کی صفت و توصیف اور مدح و منقبت کا حق ادا کرنا میری استطاعت اور غیر علمی قابلیت سے باہر ہے ۔ لیکن جو کچھ بھی ہوسکا وہ محض ایک فیض کی بدولت ہو اگر اس میں تائید خاصان نہ ہوتی تو شاید یہ موقع ہی میسر نہ آتا ۔ میں نے ان مظلوم روحانی بادشاہوں کے حالات کی نشرو اشاعت کی کوشش کی ہے جن کے سنہرے کارناموں کو سطوت شاہی اور مادی اقتدار کے داؤ پر لگایا جاچکا ہے ۔ ان کے کاربائے نمایاں اور اعزازات کو غیر مستحق افراد کو سونپنے کی سوچی سمجھی تدبیر آج تک بروئے کار ہے ۔ یہ امر یقیناً میرے لئے باعث مسرت ہے کہ میں

نے حقدار کو اس کا حق ادا کرنے کی آواز بلند کی ہے اور غاصب کے ظلم کا اظہار عام کیا ۔ اب اگر کوئی جماعت مخلصین اس سلسلہ میں دست تعاون بڑھا ئے تو یقیناً اسلامی تاریخ کے پوشیدہ خزانے تلاش کئے جاسکتے ہیں ۔ یہ صحابہ یادگیر یار ان پیغمبر (ص) جو خدمت رسول میں آنے کے بعد راہ مستقیم پر پامردی سے ثابت قدم رہے اور تمسک بالثقلین کی ہدایت رسول پر تا دم آخر قائم رہے اپنے غیروں کے سامنے کندن کی طرح چمکتے نظر آتے ہیں ۔ جس طرح ان کی حیات میں دنیا والوں کے مظالم ان کے پایہ استقلال کو جنبش نہ دے سکے اسی طرح ان کی مادی زندگی کے بعد بھی زمانے کے ظلم و ستم او مکار سیاست ان کے کردار و ایمان کے بلند سر کو خمیدہ نہ کرسکے ۔ ان کے کمالات کو جس قدر چھپایا گیا وہ سی قدر کرامات کی صورت میں ابھرتے چلے گئے ۔ ان کے اوصاف جتنا پوشیدہ رکھنے کی کوشش کی گئی وہ اتنا ہی ظاہر ہوئے ۔ ان کے ذکر پر جتنی پابندیاں عائد کی گئی ان کی اہمیت میں اضافہ ہوتا چلا گیا ۔ کیونکہ یہ دنیا جس بات کو چھپا نا چاہتی تھی خدا کو اسے ظاہر کرنا مقصود ہے ۔

اب ہم عالم اسلام سے مؤدبانہ التماس کرتے ہیں کہ وہ جماعت اصحاب رسول میں کوئی ایک بھی فرد ایسا

پیش کریں جس کا ایمانی درجہ، روحانی مقام، اخلاقی کردار اور انسانی مرتبہ ان اصحاب رسول رضی اللہ عنہم کے ہم پلہ ہو۔ کیا یہ اعجاز خداوندی نہیں ہے کہ حکومت واقتدار کے بل بوتے پر ان کے فضائل پر لاکھوں پردے ان کے نور ایمان کی ایک شعاع سے راکھ ہو گئے اور زمانہ

ان کے نور ایقانی سے روشن ومنور ہو گیا۔ ان یاران رسول (ص) کی یہ خصوصی انفرادیت ہے کہ انہوں نے فلسفہ حیات کے ہر گوشے پر غلبہ حاصل کیا اور فلسفہ اسلام کے ساتھ انہیں یوں سنواریا کہ آج ان کا ایک ایک قدم مشعل راہ بن گیا ہے۔ جو اصحاب معصوم نہ تھے انہوں نے اپنے نفس امارہ سے ایسا جہاد کیا کہ عصمت کے مظہر نظر آنے لگے۔ اسلامی کتابیں، سلاطین کے قصائد سے بھری ہوئی ہیں۔ ہزاروں میل کی فتوحات کو ہم نے اپنا سرمایہ تاریخ سمجھ رکھا ہے اور محل وقصور ہماری نظر میں نشانات ہدایت ہیں۔ مگر یہ سب سننے میں بھلا ضرور لگتا ہے۔ پڑھنے میں بھی مزا دیتا ہے لیکن غور کرنے پر سخت تلخی کا سبب بنتا ہے۔ کیونکہ! اگر کبھی ہمارے بادشاہوں کی تلوار تیز تھی تو جب آب تلوار گئی تو ساتھ آبرو بھی لیتی گئی۔ اگر دھار تیز تھی تو کند بھی ہوئی اور ایسی ہوئی کہ آج تک دھار لگ نہ سکی۔ اسلام فوج کشی اور ملک گیر کا ضابطہ نہیں۔ بلکہ یہ نظام حیات ہے۔ یہ زندگی بخش ہے۔ زندہ رہنا سکھا تا ہے۔ اس میں امن وسلامتی کی ضمانت ہے۔ ایک قطرہ خون ناجائز بھی برداشت نہیں کرتا ہے۔ پس اسلام کو زندگی کا پیغام بنا کر دنیا کے سامنے پیش کرتا ہے پس اسلام کو زندگی کا پیغام بنا کر دنیا کے سامنے پیش کیجئے نہ کہ اس کو موت کی تلوار کہلوائیے۔ اور اگر اسلام سلامتی ہے تو پھر سوائے متمسک بالثقلین یاران رسول (ص) کے اور کوئی اس کا نمونہ اور نظیر نہیں نظر آئے گا جس کی پیروی حقیقی اسلام کی اتباع ہو۔
